حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام کی سنّت
کے احیاء میں نہایت جامع و مستند تالیف

داڑھی کا وُجوب

جن میں احادیثِ نبویہ اور فقہائے کرام و مشائخ عظام کے ارشادات و دیگر اقوال سے داڑھی کی ضرورت اور اس کی اہمیت بیان کی گئی ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ داڑھی سید الکونین اور باقی تمام انبیاء علیہم الصّلوٰۃ والسّلام کی سنّت اور ان کا طریقہ رہا ہے

تالیف
حضرت اقدس مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مظاہر العلوم سہارنپور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

دیباچہ

اس سال یعنی ۱۳۹۵ء میں سفرِ ہند کے موقع پر ایک نئی بات پیش آئی۔اس ناکارہ کی روانگی جدّہ سے ہندوستان کے لیے ۱۶ اگست ۱۹۷۵ء کے مطابق ۲۸، رجب ۱۳۹۵ھ چہارشنبہ کو ہوئی اور اسی روز بمبئ پہنچنا ہوا۔خیال بمبئ میں دو تین روز قیام کا تھا مگر بمبئ جا کر معلوم ہوا کہ مولانا انعام الحسن صاحب کو مالیرکوٹلہ کا تبلیغی سفر درپیش ہے۔انہوں نے بمبئ کے احباب کو لکھ رکھا تھا کہ بمبئ میں ذکریا کا قیام زیادہ نہ کرایا جائے۔اس لیے یہ ناکارہ ایک دن بمبئ ٹھہر کر جمعہ کو بمبئ سے دہلی روانہ ہوگیا اور ایک شب قیام کے بعد مولانا انعام الحسن مالیرکوٹلہ کے لیے اور یہ ناکارہ سہارنپور کے لیے روانہ ہوگیا۔سہارنپور سے امسال واپسی بجائے طیّارہ کے باڈر کے راستہ ہوئی اور ۲، ذیقعد ہندی جمعہ کے دن صبح کو پاکستانی بارڈر پر پہنچنا ہوا۔ پاکستان کا تبلیغی اجتماع جوشنبہ سے شروع ہو رہا تھا سہ روزہ تھا۔ پاکستان میں چند مواقع ٹھہرنے کے بعد ۲۱ نومبر، ۱۶ ذیقعد ہندی کو مکہ مکرمہ واپس پہنچا۔ وہ نئی بات جو سہارنپور کے زمانہ قیام میں پیش آئی یہ تھی کہ اس مرتبہ خلافِ معمول داڑھی کے مسئلہ پر بہت ہی مجھے اشتغال رہا۔ مجھے خود بھی خیال آتا رہا اور دوستوں نے بھی کہا کہ اس شدت کی نکیر تو میرے مزاج میں پہلے نہیں تھی۔ ہر موقع پر مقطوع اللحیہ کو دیکھ کر طبیعت میں جوش پیدا ہوتا تھا اور ہر مجمع میں اس پر نکیر کرتا اور بیعت میں بھی قطع لحیہ سے بچنے کی تاکید کرتا تھا۔اس شدت کی کوئی خاص وجہ تو میرے ذہن میں نہیں آئی بجز اسکے کہ یہ مرض بہت بڑھتا جا رہا ہے اور موجودہ دور میں اس پر نکیر بلکل متروک ہوگئی ہے۔حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی نوراللہ مرقدہ کے آخری تین چار سال بھی اس پر بہت شدتِ نکیر کے گذرے۔ مجھے ایسے لوگوں کو دیکھ کر جو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی صورت کے خلاف اپنی صورت بناتے ہیں اور داڑھی منڈاتے ہیں یہ خیال ہوتا تھا کہ موت کا وقت مقرر ہے اور کسی کو معلوم نہیں اور اس حالت میں اگر موت واقع ہوئی تو قبر میں سب سے پہلے سیّد الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے چہرہ انور کی زیارت ہوگی تو کس منہ سے چہرہ انور کا سامنا کریں گے۔اس کے ساتھ ہی

بار بار یہ خیال آتا تھا کہ گناہِ کبیرہ، زنا، لواطت، شراب نوشی، سودخوری وغیرہ تو بہت سے ہیں مگر وہ سب وقتی ہیں کہ ہر وقت ان کا ظہور وصدور نہیں ہوتا۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے کہ:

" الزَّانِيْ حِيْنَ يَزْنِيْ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ " [الحدیث: سنن نسائی]

"یعنی زنا کار جب زنا کرتا ہے تو وہ اس وقت مؤمن نہیں ہوتا"۔

قطعہ لحیہ کا گناہ ہر وقت ہوتا رہتا ہے

مطلب اس حدیث کا مشائخ نے یہ لکھا ہے کہ زنا کے وقت ایمان کا نور اس سے جدا ہو جاتا ہے لیکن زنا کے بعد وہ نورِ ایمانی پھر مسلمان کے اندر آجاتا ہے۔ مگر قطعہ لحیہ ایسا گناہ ہے جس کا اثر اور ظہور ہر وقت اس کے ساتھ رہتا ہے۔ نماز پڑھتا ہے تو بھی یہ گناہ اس کے ساتھ ہے۔ روزہ کی حالت میں، حج کی حالت میں، غرض ہر عبادت کے وقت یہ گناہ اس کے ساتھ لگا رہتا ہے۔ اس وقت بار بار یہ خیال آیا کہ ایک رسالہ داڑھی کے متعلق مختصر سا لکھوں۔ مگر ہندوستان کے قیام میں اس کا بلکل وقت نہیں ملا۔ ہندوستان سے واپسی پر وہ جوش تو اگر چہ باقی نہیں رہا مگر رسالہ لکھنے کا خیال بدستور دامن گیر ہے۔ اس لیے آج ۲۹، ذی الحجہ ۱۳۹۵ھ یوم چہار شنبہ بوقتِ ظہر مسجد نبوی میں اس کی بسم اللہ تو کر ادی اللہ ﷻ پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ کیونکہ اس وقت حجاج اکرام کی رخصت اور ملاقات کی وجہ سے احباب کا ہجوم رہتا ہے۔ (واللّٰہُ الْمُوَفِّقُ لِمَا یُحِبُّ وَ یَرْضٰی)

اس رسالہ میں دو فصلیں لکھوانے کا خیال ہے۔ فصلِ اول میں حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے ارشادات اور حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے آثار مذکور ہیں، اور دوسری فصل میں مشائخ اور علماء کے اقوال نقل کیے گئے ہیں۔

فصل اوّل

دس چیزیں فطرت میں شامل ہیں

(۱) عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَۃِ قَصُّ الشَّارِبِ وَ اِعْفَاءُ اللِّحْیَۃِ:

(اَلْحَدِیْث رَوَاہُ اَبُوْدَاوُدَ وَ عَزَاہُ فِیْ رِسَالَۃِ حُکْمُ اللِّحْیَۃِ فِی الاسْلامِ لِلشَّیْخِ مُحَمَّدِ الْحَامِدِ الشَّامِیْ اِلٰی مُسْلِمٍ وَ اَحْمَدَ وَ التِّرْمِذِیْ وَ اِبْنِ مَاجَۃَ)

''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ دس چیزیں فطرت میں سے ہیں۔ جن میں مونچھوں کا کٹوانا اور داڑھی کا بڑھانا ذکر فرمایا''۔

(ف) بذل المجہود میں لکھا ہے کہ فطرۃ کے معنیٰ سنن انبیآء ہیں۔ یعنی یہ دس چیزیں جن میں مونچھوں کا کٹوانا اور داڑھی بڑھانا بھی ہے جملہ انبیاء کرام علیہم الصّلاۃ والسلام کی سنتوں میں سے ہیں جن کی اقتداء کا ہمیں حکم دیا گیا ہے (یہ اشارہ ہے قرآن پاک کی آیۂ شریفہ **''اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ ھَدَی اللّٰہُ فَبِھُدَاھُمُ اقْتَدِہ''** کی طرف) یہ آیت شریفہ ساتویں پارہ کی ہے۔ جس میں اوپر سے انبیاء کرام علیہم الصّلاۃ والسلام کے اسماء گرامی ذکر کرنے کے بعد اللہ ﷻ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو ارشاد فرمایا ہے کہ یہ حضرات ایسے تھے جن کو اللہ ﷻ نے ہدایت کی تھی سو آپ بھی ان ہی کے طریقے پر چلیئے۔ (بیان القرآن) بذل میں لکھا ہے کہ فطرۃ کے یہ معنیٰ اکثر علماء سے نقل کیے گئے ہیں، یعنی حضرت ابراہیم علیٰ نبیّنا وعلیہ الصّلوٰۃ والسلام کی سنّت اور بعض علماء نے فطرۃ کے معنی یہ کئے ہیں کہ طبائع سلیمہ ان کو طبعًا قبول کرتی ہیں یعنی جو طبیعتیں ٹیڑھی نہ ہوں ان کو یہ سب چیزیں پسند ہیں اور مراد فطرۃ سے دین ہے۔ جس کی طرف قرآن کی دوسری آیت

"فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَ لٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ".

ترجمہ: اللہ کی دی ہوئی قابلیت کا اتباع کرو جس پر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس پیدا کی ہوئی چیز کو جس پر اس نے تمام آدمیوں کو پیدا کیا ہے بدلنا نہیں چاہیے بس سیدھا دین یہی ہے اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (بیان القرآن)

شیطان کا رفیق

شیطان مردود نے جب وہ راندہ درگاہ ہوا تھا تو کہا تھا:

"وَ لَاُضِلَّنَّهُمْ وَ لَاُمَنِّیَنَّهُمْ وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَیُبَتِّکُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ وَ مَنْ یَّتَّخِذِ الشَّیْطٰنَ وَلِیًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِیْنًا". [سورة النساء آیت ۱۱۹]

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ:

''میں ان کو گمراہ کروں گا اور میں ان کو ہوسیں دلاؤں گا اور میں ان کو تعلیم دونگا جس سے چارپاؤں کے کانوں کو تراشا کریں گے اور میں ان کو تعلیم دونگا جس سے وہ اللہ ﷻ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑا کریں گے اور جو شخص اللہ ﷻ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا رفیق بناویگا وہ صریح نقصان میں واقع ہوگا''۔

مجوسیوں اور کفار کی مخالفت کرو

حضرت تھانوی نوّر اللہ مرقدہ نے فوائد میں تحریر فرمایا ہے کہ "وَلَاٰمُرَنَّهُم فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلقَ اللّٰه" میں داڑھی منڈانا بھی شامل ہے۔ رسالہ حکم اللّحیہ فی الاسلام میں صحیح ابن حبان کے حوالہ سے بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا پاک ارشاد نقل کیا ہے جو درج ذیل ہے:

(۲) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم مِنْ فَطْرَةِ الاِسْلَامِ اَخذُ الشَّارِبِ وَ اِعْفَاءُ اللّحٰی فَاِنَّ الْمَجُوْسَ تُعْفِیْ شَوَارِبِهَا وَ تُحْفِیْ لُحَاهَا فَخَالِفُوْهُمْ خُذُوْا شَوَارِبَكُمْ وَ اعْفُوا الْحَاكُمْ .

''حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے اسلام کی فطرت سے مونچھوں کا لینا (کٹوانا) ہے اور داڑھی کا بڑھانا ہے اس لیے کہ مجوسی لوگ اپنی مونچھوں کو بڑھاتے اور داڑھی کو کٹواتے ہیں لہٰذا انکی مخالفت کرو مونچھوں کو کٹوایا کرو اور داڑھی کو بڑھایا کرو''۔

داڑھی رکھنا ایک شرعی حکم ہے

(ف) اس حدیث پاک میں حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے داڑھی رکھنے کو اسلام کی فطرۃ (خصلت و مقتضیٰ) قرار دیا ہے اور داڑھی کٹانے کو مجوس کا شعار فرمایا ہے نیز **''من تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ''** مشہور حدیث ہے یعنی جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ ان ہی میں شمار ہوتا ہے۔ اسی بناء پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے حدیث بالا میں مخالفت مجوس کا حکم دیا ہے۔ پس اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ داڑھی رکھنا ایک شرعی حکم ہے اور اس میں تمام انبیاء علیہ صلوٰۃُ والسّلام کی موافقت ہے، جیسا کہ حدیث نمبر (۱) میں گزرا، لہٰذا جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ عرب میں چونکہ داڑھی رکھنے کا دستور تھا اس لیے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے عادت کے طور پر اس کا حکم فرمایا ہے۔ یہ خیال بلکل غلط اور بے اصل ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ اپنے فضل و کرم سے ہم سب کو اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے ارشادات پر عمل کرنے اور وعیدات سے بچنے کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔

داڑھی کو بڑھاؤ، مونچھوں کو کٹواؤ

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا پاک ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ مشرکین کی مخالفت کرو، داڑھیوں کو بڑھایا کرو اور مونچھوں کے کٹوانے میں مبالغہ کرو۔ اور بھی متعدد احادیث میں یہ مضمون کثرت سے نقل کیا گیا ہے کہ مشرکین کی مخالفت کرو داڑھی کو بڑھایا کرو اور مونچھوں کے کٹوانے میں مبالغہ کیا کرو۔

حضرت ابو ہریرہ سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا پاک ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ **"داڑھی کو بڑھاؤ، مونچھوں کو کٹواؤ اور اس میں یہود و نصاریٰ کی مشابہت اختیار نہ کرو"** افسوس ہے کہ ہمارے اس زمانے میں نصاریٰ ہی کی اتباع اور ان کی مشابہت اختیار کرنے کے لیے حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم اور جملہ انبیاء علیہم الصّلٰوۃ والسلام کی اس مبارک سنت کو ختم کیا جا رہا ہے۔ اس ناکارہ کو خوب یاد ہے کہ میرے بچپن میں ہندوؤں میں بھی جو بڑے لوگ ہوتے تھے وہ داڑھی رکھا کرتے تھے۔

حضور کا اظہار نفرت

مصنف ابن ابی شیبہ میں روایت نقل کی ہے کہ ایک مجوسی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا جس نے داڑھی منڈا رکھی تھی اور مونچھیں بڑھا رکھی تھیں۔ تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے اس سے فرمایا یہ کیا بنا رکھا ہے۔ اس نے کہا یہ ہمارا دین ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ ہمارے دین میں یہ ہے کہ مونچھوں کو کٹوا دیں اور داڑھی کو بڑھائیں (حکم اللّحیہ فی الاسلام)۔ ابن عساکر وغیرہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مرسلاً حضور اقدس کا پاک ارشاد نقل کیا ہے کہ دس (۱۰) خصلتیں ایسی ہیں جو قوم لوط میں تھیں جن کی وجہ سے وہ ہلاک ہوئے۔ ان دس (۱۰) چیزوں میں داڑھی کا کٹوانا اور مونچھوں کا بڑھانا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ حارث بن ابی اسامہ نے یحیٰی بن ابی کثیر سے مرسلاً نقل کیا ہے کہا ایک عجمی (کافر) مسجد میں آیا جس نے داڑھی منڈا رکھی تھی اور مونچھیں بڑھا رکھی تھیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ ایسا کرنے پر تجھے کس چیز نے ابھارا۔ تو اس نے کہا کہ میرے رب (بادشاہ) نے یہ حکم دیا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا کی مجھے اللہ جل جلالہ نے حکم دیا ہے کہ داڑھی کو بڑھاؤں اور مونچھوں کو کٹواؤں۔ ایک دوسری روایت میں زید بن حبیب سے نقل کیا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے داڑھی منڈائے ہوئے دو (۲) شخصوں کی طرف، جو شاہ کسریٰ کی طرف سے قاصدین بن کر آئے تھے ان کی طرف نگاہ فرمانا بھی گوارہ نہیں فرمایا اور فرمایا تمھیں ہلاکت ہو یہ حلیہ بنانے کو کس نے کہا، انہوں نے کہا ہمارے رب (شاہ کسریٰ) نے حکم دیا ہے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا لیکن مجھے میرے رب نے داڑھی کے بڑھانے اور مونچھوں کے کٹوانے کا حکم دیا ہے (حکم اللّحیہ فی الاسلام) یہ قصہ آگے مفصل آرہا ہے۔ مرنے کے بعد قبر میں سب سے پہلے سیّد الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی زیارت ہوگی۔ کس قدر حسرت اور مایوسی کا وقت ہوگا اگر خدانخواستہ اس ذاتِ اقدس

نے جس سے سفارش کی امیدیں ہیں پہلے ہی وہلہ میں ایسے خلافِ سنت چہرے اور صورت کو دیکھ کر منہ پھیر لیا؟

(۳) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ ﷺ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله تعالىٰ عليه وسلّم قَالَ مَنْ لَّمْ يَاْخُذْ شَارِبَهُ فَلَيْسَ مِنَّا اَخْرَجَهُ اَحْمَدُ وَ التِّرْمِذِيُّ وَ النَّسَائِي وَ الضِّيَاء

زید بن ارقم ﷺ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص مونچھیں نہ کٹوائے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ [حكم اللّحية فى الاسلام]

(ف) کس قدر سخت وعید ہے، لمبی لمبی مونچھوں والے اپنے آپ کو شریف سمجھیں اور سرکاری کاغذات میں اپنے آپ کو مسلمان بھی لکھوادیں مگر سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ان لوگوں کو اپنی جماعت میں شمار کرنے سے انکار فرما رہے ہیں۔ حضرت واثلہ ﷺ سے بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جو اپنی مونچھوں کو نہ کاٹے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ طبع سلیم بھی مونچھوں کے بڑھانے سے کراہیت کرتی ہے۔ پانی چائے وغیرہ پینے کی جتنی چیزیں بھی منہ میں جائیں گی وہ مونچھوں کے دھووَن کے ساتھ جائینگی اگر کوئی شخص مونچھوں کو دھو کر پیالی میں رکھ کر اس کو پی لے تو کس قدر گھن آوے گی، لیکن پانی اور ہر پینے کی چیز کا ہر گھونٹ اس دھووَن کے ساتھ اندر جا رہا ہے مگر ذرا بھی گھن نہیں آتی۔

اللہ کے دشمنوں کی شکل نہ بناوَ

امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی کتاب الزہد میں عقیل بن مدرک سلمی سے نقل کیا ہے کہ اللہ ﷻ نے بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے ایک نبی کے پاس وحی بھیجی کہ اپنی قوم سے کہہ دو کہ وہ میرے دشمنوں کا کھانا (یعنی جو اُن کے ساتھ مخصوص ہو جیسے نصاریٰ کا کھانا سور) نہ کھاویں اور میرے دشمنوں کا پانی نہ پئیں (جیسے شراب) اور دشمنوں کی شکل نہ بنائیں۔ اگر وہ ایسا کریں گے تو وہ بھی میرے دشمن ہوں گے جیسا کہ وہ لوگ حقیقی دشمن ہیں (دلائل الاثر)

داڑھی کی کم سے کم مقدار

پہلے کئی روایتوں میں گزر چکا ہے کہ داڑھی کا منڈانا اعاجم یعنی مشرکین کا شعار ہے جس کی مخالفت کا حکم کئی حدیثوں میں گزر چکا ہے۔ یہاں ایک امر نہایت اہم اور قابل تنبیہ یہ ہے کہ بہت سے حضرات ایسے ہیں جو داڑھی منڈانے کو تو معیوب سمجھتے ہیں اور اس سے بچتے بھی ہیں لیکن داڑھی کے کم کرانے اور کتروانے کو معیوب نہیں سمجھتے حالانکہ شریعت مطہرہ میں جس طرح داڑھی رکھنے کا حکم ہے اسی طرح اس کی ایک مقدار بھی متعیّن ہے چناچہ اس کا کم رکھنا شرعاً معتبر نہیں اور وہ مقدار ایک قبضہ (مٹھی) ہے۔ اس سے کم کرنا بالاتفاق تمام علماء کے نزدیک ناجائز اور حرام ہے۔ گو اس میں علماء کا اختلاف ہے اگر ایک قبضہ پر بڑھ جائے تو اس کو کم کرنا چاہیے یہ نہیں۔

حضرت مدنی نوراللہ مرقدہ اپنے رسالہ داڑھی کا فلسفہ میں جو کہ ایک خط کے جواب میں لکھا گیا تھا تحریر فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم داڑھی کے طول وعرض میں سے کترا کرتے تھے اس لیے اس کی حد معلوم کرنی ضروری سمجھی گئی چونکہ صحابہ اکرام ؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم اور انکے اقوال و افعال کا مشاہدہ کرنے والے ہیں اس لیے ان کے عمل کو اس بارے میں امام بخاریؒ نے ترازو بنایا ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن عمر ؓ جو کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے بڑے فدائی ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی سنتوں کی پیروی میں نہایت زیادہ پیش پیش رہنے والے ہیں ان کے عمل کو بطور معیار پیش کیا ہے۔ چناچہ امام بخاریؒ صحیح بخاری میں فرماتے ہیں

كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اِذَا حَجَّ اَوِ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمَا فَضَلَ اَخَذَهٗ.

''حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب حج یہ عمرہ کرتے تھے تو اپنے داڑھی کو مٹھی میں لے کر ایک مشت سے زائد کو کتروا دیتے تھے''۔

جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا عرض وطول میں داڑھی کا کترنا اس مقدار اور کیفیت سے ہوتا تھا۔ علاوہ ابن عمر ؓ کے حضرت عمر ؓ اور حضرت ابو ہریرہ ؓ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ حافظ

ابن حجرؒ شرح بخاری میں طبری سے نقل کرتے ہیں ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک جماعت کہتی ہے کہ داڑھی جب ایک مشت سے زائد ہوجائے تو زائد کو کتر دیا جائے پھر طبری نے اپنی سند سے حضرت ابنِ عمر اور حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اور حضرت عمرؓ سے بھی مروی ہے کہ انہوں نے ایک شخص کے ساتھ ایسا ہی کیا۔ اسی عمل اور طریق کو فقہاء حنفیہ وشافعیہ وغیرہ نے کتب فقہ وغیرہ میں ذکر کیا ہے۔ اسی طرح ابوداؤد شریف میں ہے۔

صحابہ کرام کا معمول

عَنْ جَابِرٌ قَالَ كُنَّا نُعْفِي السِّبَالَ اِلَّا فِيْ حَجَّةٍ اَوْ عُمْرَةٍ

''ہم لوگ داڑھی کے اگلے اور لٹکنے والے حصّہ کو بڑھا ہوا رکھتے تھے مگر حج اور عمرہ میں یعنی حج اور عمرہ سے فارغ ہوکر کترو ایا کرتے تھے''۔ [أبوداؤد]

جس کی توضیح حضرت ابن عمرؓ کے عمل سے معلوم ہوگئی ہے جو بخاری شریف سے ابھی اوپر مذکور ہوا۔ یہ حدیث صاف طور پر بتلا رہی ہے عام صحابہ اکرامؓ تمام سال میں داڑھی کا اگلا اور لانبا حصہ کترواتے نہیں تھے ہاں جب حج اور عمرہ کرتے تھے تو ایک مشت سے زائد حصہ کو کتروا دیتے تھے۔ نیز جناب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی داڑھی مبارک کم از کم ایک مشت بلکہ اس سے زائد اتنی ثابت ہوتی ہے جس میں تخلیل (خلال) فرماتے تھے۔ کنگھی سے درست فرمایا کرتے تھے۔ وہ اتنی بڑی اور گنجان تھی کہ اس نے سینہ مبارک کے اوپر کے حصہ کو طول وعرض میں بھر لیا تھا۔ حضرت عمار بن یاسرؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت جابرؓ کے اقوال وافعال سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک مشت یا اس سے زائد داڑھی رکھتے اور رکھواتے تھے۔ تمام دوسرے صحابہ اکرامؓ کا بھی یہی عمل ہونا التزاماً ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ داڑھی لمبی رکھتے تھے بجز حج وعمرہ کے کٹواتے نہیں تھے۔ جناب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے صحابہ اکرامؓ اور امت کو داڑھی بڑھانے کا حکم فرمایا ہے۔ اور اس عمل کو تمام مسلمانوں کے لیے مابہ التمیز قرار دیا ہے کہ یہ ان کا مخصوص شعار اور یونیفارم ہوگا، نہ منڈوانا جائز ہوگا، نہ خشخشی رکھنا، نہ چھوٹی رکھنا (ملتقط از داڑھی کا فلسفہ)

داڑھی ایک مشت سے کم جائز نہیں

حضرت مولانا الحاج قاری محمد طیب صاحب نے اپنے رسالہ داڑھی کی شرعی حیثیت میں اس مضمون کو تفصیل سے تحریر فرمایا ہے۔ اور مقدار قبضہ کو قرآن پاک، احادیث اور آثار صحابہ سے ثابت فرمایا ہے اس میں تحریر فرمایا ہے کہ شیخ ابن ہمام صاحب فتح القدیر نے یہ دعویٰ فرمایا ہے کہ

وَ اَمَّا الْاَخْذُ مِنْهَا وَ هِيَ دُوْنَ الْقُبْضَةِ كَمَا يَفْعَلُه' بَعْضُ الْمَغَارِبَةِ مُخَنَّثَةُ الرِّجَالِ فَلَمْ يُبِحْهُ اَحَدٌ :

''یعنی داڑھی کا کٹانا جبکہ وہ مقدار قبضہ سے کم ہو جیسا کہ بعض مغربی اور مخنث قسم کے انسان یہ حرکت کرتے ہیں اس کو کسی نے بھی مباح قرار نہیں دیا''۔

یعنی تمام فقہاء امت اس پر متفق ہیں کہ داڑھی کی مقدار قبضہ سے کم کرنا جائز نہیں اور یہ اجماع خود ایک مستقل دلیل ہے اس کے وجوب کی۔ حضرت امام محمدؒ اپنی کتاب الآثار میں تحریر فرماتے ہیں

مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْحَنِيْفَةَ عَنِ الْهَيْثَمِ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّهٗ كَانَ يَقْبِضُ عَلٰى لِحْيَتِهٖ ثُمّ يَقُصُّ مَا تَحْتَ الْقُبْضَةِ قَالَ مُحَمَّدٌ وَّ بِهٖ نَاْ خُذُ وَ هُوَ قُوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ

''حضرت امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ ہم سے روایت کیا امام ابو حنیفہؒ نے اور وہ روایت کرتے ہیں ہیثمؒ سے اور وہ ابن عمرؓ سے کہ وہ یعنی ابنِ عمرؓ اپنی داڑھی مٹھی میں لیکر مٹھی بھر سے زائد کو یعنی جو مٹھی سے نیچے لٹکی ہوئی باقی رہ جاتی ہے کتر دیتے تھے۔ امام محمد نے فرمایا ہم اسی کو اختیار کیے ہوئے ہیں اور یہی قول ہے امام ابو حنیفہؒ کا''۔

اوجز المسالک میں اس سلسلہ میں ائمہ اربعہ وغیرہ دوسرے علماء کے مذاہب کو مدلّل و مفصّل بیان کیا گیا ہے۔ اس

میں لکھا ہے کہ ایک مشت سے زائد داڑھی میں حضرات شافعیہ کا راجح اور پسندیدہ قول یہ ہے کہ اس کو علیٰ حالہ باقی رکھا جائے۔ اور یہی ایک قول حنابلہ کا ہے۔ اور مالکیہ کا مذہب مختار یہ ہے کہ جو داڑھی حد سے زیادہ بڑھ جائے اس کو کم کیا جائے۔ اور یہ ضروری نہیں کہ ایک مشت سے زائد رکھی نہ جائے۔ اور حضرات حنفیہ کے یہاں مستحب یہ ہے کہ ایک مشت سے جتنی زائد ہے اس کو کاٹ دینا چاہیے۔

فصل ثانی

(۱) حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ اصلاح الرسوم میں تحریر فرماتے ہیں کہ منجملہ ان رسوم کے داڑھی منڈانا یا کٹانا اس طرح کہ ایک مشت سے کم رہ جائے یا مونچھیں بڑھانا جو اس زمانے میں اکثر نوجوانوں کے خیال میں خوش وضعی سمجھی جاتی ہے۔ حدیث میں ہے کہ بڑھاؤ داڑھی کو اور کترواؤ مونچھوں کو۔ روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم نے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صیغہ امر سے دونوں حکم فرمائے اور امر حقیقۃً وجوب کے لیے ہوتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ یہ دونوں حکم واجب ہیں اور واجب کا ترک کرنا حرام ہے۔ پس داڑھی کٹانا اور مونچھیں بڑھانا دونوں حرام فعل ہیں۔ اس سے زیادہ دوسری حدیث میں مذکور ہے۔ ارشاد فرمایا رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کی جو شخص اپنے لبیں نہ لے وہ ہمارے گروہ سے نہیں۔ روایت کیا اس کو احمد و ترمذی ونسائی نے۔ جب اس کا گناہ ہونا ثابت ہو گیا تو جو لوگ اس پر اصرار کرتے ہیں اور اس کو پسند کرتے ہیں اور داڑھی بڑھانے کو عیب جانتے ہیں، بلکہ داڑھی والوں پر ہنستے ہیں اور اس کی ہجو کرتے ہیں ان سب مجموعہ امور سے اسلام کا سالم رہنا از بس دشوار ہے۔ ان لوگوں کو واجب ہے کہ اپنی اس حرکت سے توبہ کریں اور ایمان اور نکاح کی تجدید کریں اور اپنی صورت موافق حکم اللہ و رسولؐ کے بناویں۔

داڑھی باعث زینت ہے

عقل بھی کہتی ہے کہ داڑھی مردوں کے لیے ایسی ہے جیسے عورتوں کے لیے سر کے بال کہ دونوں باعث زینت ہیں۔ جب عورتوں کا سر منڈانا بدصورتی میں داخل ہے تو مردوں کا داڑھی منڈانا بھی خوبصورتی کیسے ہے۔ کچھ بھی نہیں،

رواج نے بصیرت پر پردہ ڈال دیا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب ترک بھی منڈاتے ہیں ہم ان کی تقلید کرتے ہیں۔ اس کا وہی جواب ہے کہ عام لشکریوں کا فعل جو خلاف شرع ہو حجت نہیں۔ جو منڈاتا ہے وہ برا کرتا ہے خواہ کسی ملک کا رہنے والا ہو۔ بعض لوگ اپنے کو کم عمر ظاہر کرنے کو داڑھی منڈاتے ہیں کہ بڑی عمر میں تحصیل کمال کرنا موجب عار ہے۔ یہ بھی ایک لغو خیال ہے۔ عمر تو ایک خداوندی عطیہ ہے۔ جتنی زیادہ ہو نعمت ہے۔ اس کا چھپانا بھی ایک قسم کا کفران نعمت ہے۔ اور بڑی عمر میں تو کمال حاصل کرنا زیادہ کمال کی بات ہے کہ بڑا ہی شوقین ہے جو اس عمر میں بھی کمال کی دھن میں لگا رہتا ہے۔ اور چند بے عقلوں کے نزدیک یہ موجب عار ہے تو بہت سے کافروں کے نزدیک مسلمان ہونا بھی موجب عار ہے تو نعوذ باللہ کیا اسلام کو بھی جواب دے بیٹھیں گے؟ جیسے کفار کے عار سمجھنے سے مذہب اسلام کو ترک نہیں کرتے، فساق کے عار سمجھنے سے وضع اسلام کو کیوں عار سمجھا جاوے۔ یہ سب شیطانی خیالات ہیں۔

سخت افسوس یہ ہے کہ بعض طالب علم عربی پڑھنے والے اس بلا میں مبتلا ہیں ان کی شان میں بجز اس کے کیا کہا جائے کہ "**چار پائے بر و کتا بے چند**" ان لوگوں پر سب سے زیادہ وبال پڑتا ہے۔ اول تو اوروں سے زیادہ واقف پھر اوروں کو نصیحت کریں، مسئلے بتائیں اور خود بے عمل ہوں۔ عالم بے عمل کے حق میں کیا کیا وعیدیں قران وحدیث میں وارد ہیں۔ پھر ان کو دیکھ کر اور جاہل گمراہ ہوتے ہیں اور ان کی گمراہی کا وبال ان ہی کے برابر ان پر پڑتا ہے، جیسا کہ اوپر بیان ہوا کہ جو شخص باعث ہوتا ہے اس گناہ کا وہ بھی شریک ہوتا ہے اس کے وبال کا۔ میرے نزدیک مدرّسین اور مہتممین مدارسِ اسلامیہ پر واجب ہے کہ جو طالب علم ایسی حرکت کرے یا کوئی امر خلاف وضع شرعی کرے اگر توبہ کر لے فبہا ورنہ مدرسے سے خارج کر دینا چاہیے۔ ایسے شخص کو مقتدائے قوم بنانا تمام مخلوق کو تباہ کرنا ہے۔ ؎

بے ادب را علم وفن آموختن
دادن تیغ است دست راہزن

داڑھی کاٹنا نائی کیلئے بھی جائز نہیں

اور یاد رہے کہ نائی کو بھی جائز نہیں کہ کسی کے کہنے سے ایسا خط بناوے جو شرعاً ممنوع ہو۔ خواہ داڑھی کا یہ سر کا۔

کیونکہ اعانت بھی گناہ ہے، اس کو چاہیے کہ عذر وانکار کردے (از رسالہ اصلاح الرسومؒ)

ایک نائی کا قصہ

بعض سعادت مند نائی ایسے بھی ہوتے ہیں جو باوجود ضرورتمند ہونے کے داڑھی مونڈنے سے بڑی صفائی سے انکار کردیتے ہیں، اگرچہ ایسے بہت کم ہوتے ہیں۔ اس ناکارہ کو اپنے جاننے والوں میں ایسے کئی سے سابقہ پڑا کہ انہوں نے بڑی پریشانیاں اٹھائیں مگر داڑھی نہ مونڈنے کا جو عہد کیا تھا اسے خوب نبھایا۔ ابھی چند سال کا قصہ ہے کی ایک صاحب پٹنہ بہار کے رہنے والے حاجی پیدل کے نام سے حج کے لیے جارہے تھے جو ہر پانچ قدم پر دو رکعت نفل پڑھتے تھے۔ ان کے بہت سے اعزّہ جو اونچے عہدوں پر تھے یہ ان کے سفر کی خبر رکھتے تھے۔ اور جب کسی ایسی جگہ پر جہاں ریل کی سہولت ہوجانے کا حال معلوم ہوتا تو ریل سے ان سے ملنے آیا کرتے تھے۔ وہ حاجی صاحب جب سہارنپور پہنچے تو میرے مخلص دوست اور حضرت اقدس رائے پوری نور اللہ مرقدہ کے مرید راؤ یعقوب علی خان کے یہاں قیام ہوا۔ غالباً آگرہ کے ایک ڈپٹی صاحب ان سے ملاقات کے لیے راؤ صاحب کے مکان پر پہنچے۔ اور حجامت کے لیے نائی کو بلایا۔ اس نے بہت بہتر حجامت بنائی جس سے وہ صاحب بہت خوش ہوئے۔ لیکن جب داڑھی منڈانے کا وقت آیا تب اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ حضور یہ کام میں نے عمر بھر نہیں کیا۔ اس پر وہ مہمان بہت خوش ہوئے اور یاد پڑتا ہے کہ اس نائی کو کچھ انعام بھی دیا۔

مسلمانوں کا یونیفارم

(۲) حضرت شیخ الاسلام مدنی نور اللہ مرقدہ اپنے رسالہ داڑھی کے فلسفہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہر نظامِ سلطنت و سیاست میں مختلف شعبوں کے لیے کوئی نہ کوئی یونیفارم مقرر ہے۔ پولیس کا یونیفارم اور ہے فوج کا اور ہے، ڈاکخانہ کا اور ہے وغیرہ وغیرہ۔ پھر اس پر مزید تاکید اور سختی یہاں تک ہے کہ ڈیوٹی ادا کرتے وقت اگر یونیفارم میں کوئی ملازم نہیں پایا جاتا تو مستوجب سزا شمار کیا جاتا ہے اور جس طرح یہ امر ایک نظام سلطنت اور حکومت میں ضروری خیال کیا جاتا ہے اسی طرح اقوام وملت میں بھی ہمیشہ اس کا خیال رکھا جاتا ہے۔ اگر آپ تفحّص کریں تو انگلینڈ، فرانس، جرمنی وغیرہ کو پائیں گے کہ وہ اپنے نشانات، جھنڈے، یونیفارم علیحدہ علیحدہ رکھتے ہیں تاکہ واقف کار شخص پر ایک سپاہی کو دوسرے سے تمیز آ

سکے۔ اور اس سے میدان جنگ میں ملکی و سیاسی مقامات میں امتیاز کیا جاتا ہے۔ ہر قوم و ملت اپنے اپنے یونیفارم اور نشانات کو محفوظ رکھنا از حد ضروری سمجھتی ہے، بلکہ بسا اوقات اس میں خلل پڑنے پر سخت سے سخت وقائع پیش آجاتے ہیں۔ کسی حکومت کے جھنڈے کو گرا دیجئے، کوئی توہین کر دیجئے، دیکھئے کس طرح جنگ کی تیاری ہو جاتی ہے۔

اقوام کی امتیازی وضع وقطع

الغرض یہ طریقہ، امتیاز شعبہ ہائے مختلفہ اور اقوام و ملل کا ہمیشہ سے اور تمام اقوام میں اطراف عالم میں چلا آتا ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو کوئی، محکمہ کوئی قوم اور کوئی حکومت دوسرے سے تمیز نہ کر سکے۔ ہم کو کس طرح سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ فوجی ہے یا ملکی، پولیس ہے یہ ڈاکیا، ہر زمانے اور ہر ملک میں اس کا لحاظ ضروری سمجھا گیا ہے اور سمجھا جاتا ہے۔ جو ملک اور جو قوم اپنے یونیفارم کی محافظ نہیں رہیں وہ بہت جلد دوسری قوموں میں جذب ہو گئیں، حتیٰ کہ ان کا نام و نشان تک باقی نہیں رہا۔

سکھوں نے اپنی امتیازی وردی قائم کی، سر اور داڑھی کے بالوں کو محفوظ رکھا۔ آج ان کی قوم امتیازی حیثیت رکھتی ہے اور زندہ قوم شمار کی جاتی ہے۔ انگریز سولہویں صدی عیسوی کے اخیر میں آیا۔ تقریباً ڈھائی سو برس گزر گئے۔ نہایت سرد ملک کا رہنے والا ہے مگر اس نے اپنا یونیفارم کوٹ، پتلون، ہیٹ، ٹائی، نکٹائی اس گرم ملک میں بھی نہیں چھوڑا۔ یہی وجہ ہے کہ اس کو ۳۵ کروڑ افراد والا ملک اپنے میں ہضم نہیں کر سکا۔ اس کی قوم اور ملت علیحدہ ملت ہے۔ مسلمان اس ملک میں آئے اور تقریباً ایک ہزار برس سے زائد ہوتا ہے جب سے آئے ہیں اگر وہ اپنے خصوصی یونیفارم کو محفوظ نہ رکھتے تو آج اسی طرح ہندو قوم نظر آتے جیسے کہ مسلمانوں سے پہلے آنے والی قومیں ہضم ہو کر اپنا نام و نشان مٹا گئیں۔ آج بجز تاریخی صفحات کے ان کا نشان کرہ ارض پر نظر نہیں آتا۔ مسلمانوں نے نہ صرف یہ کہ اپنا یونیفارم محفوظ رکھا بلکہ اسماء ورجال ونساء، تہذیب و کلچر، رسم و رواج، زبان وغیرہ جملہ اشیاء کو محفوظ رکھا۔ اس لیے ان کی ایک مستقل ہستی ہندوستان میں قائم رہی، اور جب تک اس کی مراعات رکھیں گے، رہے گی۔ اور جب چھوڑ دیں گے تو مٹ جائیں گے۔

مذکورہ بالا معروضات سے بخوبی واضح ہے کہ کسی قوم اور مذہب کا دنیا میں مستقل وجود جب ہی قائم ہو سکتا ہے اور باقی بھی جب ہی رہ سکتا ہے جبکہ وہ اپنے لیے خصوصیات وضع وقطع میں، تہذیب و کلچر میں، بود و باش میں، زبان اور عمل

میں اختیار کر لے۔اس لیے ضروری تھا کہ مذہب اسلام جو کہ اپنے عقائد، اخلاق و اعمال وغیرہ کی حیثیت سے تمام مذاہب دنیویہ اور تمام اقوامِ عالم سے بالا تر تھا اور ہے۔خصوصیات اور یونیفارم مقرر کرے اور ان کے تحفظ کو قومی اور مذہبی تحفظ سمجھتا ہو۔ان کے لیے جان لڑا دے۔اس کی وہ خصوصیات اور یونیفارم خداوندی تابعداروں کے یونیفارم ہوں جن سے وہ اللہ ﷻ کے سرکشوں اور دشمنوں سے تمیز کر سکے (ان ہی کو شعارِ اسلام کہا جاتا ہے) اور ان کی بناء پر باغیان اور بندگان بارگاہِ الوہیت میں تمیز ہوا کرے۔چنانچہ یہی راز **"مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَمِنْهُمْ"** کا ہے جس پر بسا اوقات نوجوانوں کو بڑا غصہ آجاتا ہے۔اسی بناء پر جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تابعداروں کے لیے خاص خاص یونیفارم تجویز فرمائے کہیں فرمایا جاتا ہے **"فَرْقُ مَا بَيْنَنَاوَبَيْنَ الْمُشْرِكِيْنَ الْعَمَائِمُ عَلَى الْقَلَا نِـــسِ"** کہیں اہل کتاب سے مانگ نکالنے میں مخالفت اختیار کی گئی۔اسی بناء پر ازار اور پاجامہ میں تخنہ کھولنے کا حکم دیا گیا کہ اہل تکبر سے تمیز ہو جائے اس کے بعد متعدد احادیث جو اوپر گزر چکی ہیں لکھنے کے بعد حضرتؒ نے تحریر فرمایا۔خلاصہ یہ نکلا کہ یہ خاص یونیفارم اور شعار ہے جو کہ مقرّبان بارگاہ الوہیت کا ہمیشہ سے یونیفارم رہا ہے۔اور پھر دوسری قومیں اس کے خلاف کو اپنا یونیفارم بنائے ہوئے ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کے قوانین کو توڑنے والی اور اس سے بغاوت کرنے والی ہیں۔علاوہ ازیں ایک محمّدی کو حسبِ اقتضاء فطرت و عقل لازم ہونا چاہیے کہ وہ اپنے آقا کا سارنگ ڈھنگ، چال چلن، صورت سیرت، فیشن، کلچر وغیرہ بنائے۔اور اپنے محبوب آقا کے دشمنوں کے فیشن، کلچر سے پرہیز کرے۔ہمیشہ عقل اور فطرت کا تقاضا یہی رہا ہے اور یہی ہر قوم و ملک میں پایا جاتا ہے۔آج یورپ سے بڑھ کر روئے زمین پر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کا اور مسلمانوں کا دشمن کون ہے؟

ہم غلامانِ حضور اکرم ﷺ بنیں

واقعات کو دیکھئے اس بناء پر بھی جو اِن کے خصوصی شعار اور فیشن ہیں ہم کو ان سے انتہائی متنفر ہونا چاہیئے، خواہ وہ کرزن فیشن ہو یا گلیڈ اسٹون فیشن ہو، خواہ وہ فرنچ فیشن ہو یا امریکن۔خواہ وہ لباس سے تعلق رکھتا ہو یا بدن سے۔خواہ وہ زبان سے متعلق ہو یا تہذیب و عادات سے، ہر جگہ اور ہر ملک میں یہی امر طبعی اور فطری شمار کیا گیا ہے کہ دوست کی سب چیزیں پیاری ہوتی ہیں اور دشمن کی سب چیزیں مبغوض اور اوپری، بلخصوص جو چیزیں دشمن کا خصوصی شعار ہو جائیں۔اس لیے ہماری جدوجہد ہونی چاہیے کہ ہم غلامانِ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور ان کے فدائی بنیں، نہ

غلامانِ کرزن و ہارڈنگ و فرانس و امریکہ وغیرہ۔ باقی رہا امتحان، مقابلہ یا ملازمتیں یا آفس کے ملازموں کے طعنے وغیرہ، تو یہ نہایت کمزور امر ہے۔ سکھ مقابلہ و امتحان بھی دیتے ہیں۔ چھوٹے بڑے عہدوں پر بھی مقرر ہیں، اپنی وردی پر مضبوطی سے قائم ہیں۔ کوئی ان کو ٹیڑھی اور بینگی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا۔ باوجود اپنے قلیل التعداد ہونے کے سب سے زیادہ ملازمتیں اور عہدے لیے ہوئے عزّ ا رہے ہیں (ماخوذ از داڑھی کا فلسفہ)

مجھ سے ۴۷ء میں بہت نے نوجوانوں نے خود کہا کہ ہم داڑھی منڈاتے تھے مگر اس قتل عام کے زمانہ میں اس ڈر سے رکھ لی کہ نا معلوم کہاں مارے جاویں اور لوگ ہمیں ہندو سمجھ کر جلا دیں۔ یہ خطرہ تو ہر وقت موجود ہے، نہ موت کا وقت معلوم ہے نہ جگہ۔

ائمہ کے نزدیک داڑھی کا حکم

(۳) مولانا سعید احمد پالنپوری مدرس دارالعلوم دیوبند نے اپنے رسالہ "داڑھی اور انبیاء کی سنتیں" میں لکھا ہے کہ داڑھی منڈانے کی حرمت پر ساری امّت کا اجماع ہے۔ ایک فرد بھی امت میں اس کے جواز کا قائل نہیں۔ اس کے بعد علماء کی چند تصریحات نقل کی ہیں جس میں صاحب منہل شارع ابوداوٗد کی یہ عبارت نقل کی ہے

"فَلِذٰلِکَ کَانَ حَلْقُ اللِّحْیَةِ مُحَرَّمًا عِنْدَ اَئِمَّةِ الْمُسْلِمِیْنَ الْمُجْتَهِدِیْنَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَ مَالِکٍ وَ الشَّافِعِیِ وَ اَحْمَدَ وَ غَیْرِهِمْ".

(اسی وجہ سے داڑھی کا منڈانا تمام ائمہ کے نزدیک حرام ہے، امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، اور امام احمد بن حنبلؒ وغیرہم)

اس کے بعد حضرت تھانوی نوّر اللہ مرقدہ کا قول نقل کیا ہے

"قَوْلُهٗ لَمْ یُبِحْهُ اَحَدٌ نَصٌّ فِی الْجُمَاعِ" یعنی صاحب دُرّ مختار کا قول "لَمْ یُبِحْهُ اَحَدٌ" داڑھی منڈانے کی حرمت پر اجماع کی صریح دلیل ہے اس کے فقہائے امّت کے مختلف اقوال نقل کئے ہیں۔

(۴) حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب نور اللہ مرقدہ نے اپنے رسالہ **"داڑھی کی قدر و قیمت"** میں مذاہب اربعہ کے فقہاء کی عبارتیں نقل کی ہیں۔اس میں شافعیہ کی کتاب العباب سے نقل کیا ہے:

" قَالَ اِبْنُ الرِّفْعَةِ اِنِ الشَّافِعِيَّ نَصَّ فِی الْاُمْ بِالتَّحْرِيْم ".

''امام ابن الرفعہ کہتے ہیں کہ کتاب الاُمّ میں حضرت امام شافعیؒ نے خود اس کے (یعنی حلق لحیہ کے) حرام ہونے کی تصریح فرمائی ہے''۔

اس کے بعد کتاب البداع سے مالکیہ کا مذہب نقل کیا ہے۔جس کی عبارت کتاب اللحیہ فی السلام میں نقل کی ہے۔

" وَ قَدْ اِتَّفَقَتِ الْمَذَاهِبُ الْاَرْبَعَةُ عَلٰى وُجُوْبِ تَوْفِيْرِ اللِّحْيَةِ وَ حُرْمَةِ حَلْقِهَا...... وَ مَذْهَب السَّادَةِ الْمَالِكِيَّةِ حُرْمَةُ حَلْقِ اللِّحْيَةِ و كَذَا قَصُّهَا اِذَا كَانَ يَحْصُلُ بِهَا اَلْمُثْلَةُ ".

''بلاشبہ مذہبِ اربعہ متفق ہیں اس بات پر کہ داڑھی بڑھانا واجب ہے اور اس کا منڈانا حرام ہے۔حضرات مالکیہ کا مذہب یہ ہے کہ داڑھی منڈانا حرام ہے،اور اسی طرح اس کا کتروانا بھی حرام ہے جبکہ اس سے صورت بگڑے''۔

اور فقہ حنبلی کی کتاب شرح المنتہی اور شرح منظومہ الآداب میں لکھا ہے:

اَلْمُعْتَمَدُ حُرْمَةُ حَلْقِهَا وَمِنْهُمْ مَّنْ صَرَّح بِالْحُرْمَةِ وَلَمْ يَحْلِ خِلَافاً كَصَاحِبِ الْاِنْصَاف

''معتبر قول یہی ہے کہ داڑھی منڈانا حرام ہے اور بعض علماء مثلاً مؤلف انصاف نے حرمت کی تصریح کی ہے اور اس حکم میں کسی کا بھی اختلاف نقل نہیں کیا''۔

اسی طرح دوسرے حضرات نے بھی داڑھی کے وجوب پر ائمہ کا اجماع نقل کیا ہے، چنانچہ شیخ عبدالرحمان القاسم اپنے رسالہ میں جواسی موضوع پر ہے تحریر فرماتے ہیں:

قَالَ شَيْخُ الْإِسْلَامِ ابْنُ تَيْمِيَّةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَحْرُمُ حَلْقُ اللِّحْيَةِ وَقَالَ الْقُرْطُبِيُّ لَا يَجُوزُ حَلْقُهَا وَلَا نَتْفُهَا وَلَا قَصُّهَا وَحَكٰى اَبُوْمُحَمَّدِبْنُ حَزْمٍ الْاِجْمَاعَ عَلٰى اَنَّ قَصَّ الشَّارِبِ وَاِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ فَرْضٌ وَاسْتَدَلَّ بِحَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ اَحْفُوْا الشَّوَارِب وَاَعْفُوا اللُّحٰى وَبِحَدِيْثِ زَيْدِبْنِ اَرْقَمَ اَلْمَرْفُوْعُ مَنْ لَّمْ يَاْخُذْ شَارِبَهٗ فَلَيْسَ مِنَّا صَحَّحَهُ اَلتِّرْمِذِيُّ:

شیخ الاسلام ابن تمیمیہ نے حلق لحیہ کے حرام ہونے کی تصریح فرمائی ہے اور علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ داڑھی کا منڈانا اور اس کا نوچنا اور اس کا کترنا سب ناجائز ہے۔ اسی طرح امام ابومحمد ابن حزم ظاہری نے اس پر علماء کا اتفاق نقل کیا ہے کہ مونچھوں کا تراشنا اور داڑھی کا بڑھانا فرض عین ہے اور اس کی دلیل میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث پیش فرمائی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ مشرکین کی مخالفت کرو، مونچھوں تراشو اور داڑھی بڑھاؤ اور حضرت زید بن ارقم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی حدیث جس میں وہ حضور پاک ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص اپنی مونچھوں نہ تراشے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

اس کے بعد شیخ الاسلام ابن تمیمیہ نے یہود و نصاریٰ کی مشابہت کی مخالفت کی روایات نقل کر کے لکھا ہے کہ ان کہ مخالفت شریعت میں مطلوب ہے۔ اور ظاہر میں مشابہت ان سے محبت اور دوستی پیدا کرتی ہے۔ جیسا کہ باطنی محبت ظاہری مشابہت میں اثر انداز ہوتی ہے۔ یہ امور تجربہ سے ظاہر ہیں۔ حضرت ابن عمرؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ جو کفار کے ساتھ مشابہت اختیار کرے اور اسی پر مرجائے تو ان ہی کے ساتھ حشر ہوگا، تمہید شرح مؤطاء میں لکھا ہے کہ داڑھی کا منڈانا حرام ہے اور مردوں میں سے ہیجڑے ہی اس کے مرتکب ہوتے ہیں۔ حضرت عمر ؓ اور ابن ابی لیلی قاضی مدینہ

نے اس شخص کی شہادت رد فرمائی جوڈارھی نوچتا تھا۔اس رسالہ میں بہت سی روایات اور آثار داڑھی منڈانے کی ممانعت کے ذکر کیئے گئے ہیں۔

شاہ ایران کے قاصد

کسریٰ کے قاصدوں کا قصہ مختصراً پہلے گزر چکا۔مولانا میرٹھی نے اس کو مفصل لکھا ہے وہ تحریر فرماتے ہیں کہ خسرو پرویز شاہ ایران کے پاس حضرت عبداللہ بن حذافہ ؓ کے ہاتھ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا والہ نامہ پہنچا تو اس نے نامہ مبارک دیکھتے ہی غصہ میں اس کو چاک کر دیا،اور زبان سے کہا کہ ہماری رعایا کا ادنیٰ شخص ہمیں خط لکھتا ہے اور اپنا نام ہمارے نام سے پہلے لکھتا ہے۔اس کے بعد خسرو(کسریٰ) نے باذان کو جو یمن میں اس کا گورنر تھا اور عرب کا تمام ملک اس کے زیر اقتدار سمجھا جاتا تھا۔یہ حکم بھیجا کہ اس شخص (آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم) کو گرفتار کر کے ہمارے پاس روانہ کردو۔باذان نے ایک فوجی دستہ مامور کیا جس کے افسر کا نام خرخسرو تھا۔نیز حالات محمد یہ پر گہری نظر ڈالنے کے لیے ایک ملکی افسر بھی اس کے ساتھ کیا جس کا نام بانویہ تھا۔یہ دونوں افسر جس وقت بارگاہِ رسالت میں پیش کئے گئے تو رعب نبوت کی وجہ سے ان کی رگہائے گردن تھرتھرا رہی تھی۔یہ لوگ چونکہ آتش پرست پارسی تھے اس لئے ان کی داڑھیاں منڈی ہوئی اور مونچھیں بڑھی ہوئیں تھیں،اور اپنے بادشاہ کسریٰ کو رب کہا کرتے تھے۔ان کے چہرے پر نظر ڈال کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو تکلیف پہنچی اور پہلا سوال ان سے یہ کیا کہ ایسی صورت بنانے کو تم سے کس نے کہا ہے؟انہوں نے جواب دیا ہمارے رب کسریٰ نے۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا مگر میرے رب نے تو مجھے یہ حکم دیا ہے کہ داڑھی بڑھاؤں اور مونچھیں کترواؤں۔قصہ طویل ہے مگر یہاں صرف یہ دکھانا ہے کہ غیر مسلم سفیروں کی بھی اس صورت اور شکل سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو طبعی تکلیف ہوئی۔اس قصہ کو مولانا محمد یوسف صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے حیاۃ الصحابہؓ میں مختلف سندوں سے ذکر کیا ہے۔

مرزا قتیل بیگ کا واقعہ

مسلمانوں کے سوچنے کی بات ہے کہ مرنے کے بعد سب سے پہلے قبر میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا سامنا ہوگا۔ایسے خلاف سنت چہرے کو دیکھ کر اس ذات پاک کو کتنی تکلیف ہوگی۔جس کی شفاعت پر ہم سب مسلمانوں

کی امیدیں وابستہ ہیں۔اس کے بعد مولانا میرٹھی لکھتے ہیں کہ مرزا قتیل کا قصہ آپ نے سنا ہوگا۔ان کے صوفیانہ کلام سے متاثر ہوکر ایک ایرانی شخص ان کا معتقد ہوگیا اور زیارت کے شوق میں وطن سے چلا جس وقت ان کے پاس پہنچا تو مرزا داڑھی کا صفایا کر رہے تھے،اس نے تعجب سے دیکھا اور کہا **"آغا ریش می تراشی"** (جناب آپ داڑھی منڈا رہے ہیں) مرزا نے جواب دیا **"بلے موئے می تراشم وے دل کسے نمی تراشم"** (ہاں بال تراش رہا ہوں کسی کا دل نہیں چھیل رہا ہوں) گویا(**"دل بدست آور کہ حج اکبر ست"**) کی طرف صوفیانہ اشارہ کیا کہ اپنے متعلق انسان جو چاہے کرے مگر مخلوق خدا کا دل نہ دکھائے۔ایرانی نے بے ساختہ جواب دیا **"آدے دل رسول ﷺ می خراشی"** کسی کا دل دکھانا چہ معنی تم تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا دل چھیل رہے ہو" یہ سن کر مرزا کو وجد آگیا اور بے ہوش ہوکر گر پڑے۔ جب ہوش آیا یہ شعر زبان پر تھا

جزاک اللہ کہ چشم باز کردی مرا با جانِ جاں ہمراز کردی

پس گر محبوب خدا کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے کی ہمت نہیں رکھتے تو خدا کے واسطے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا دل تو نہ دکھاؤ۔مولانا نے جو شعر لکھا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ تجھے جزائے خیر دے تو نے میری آنکھیں کھول دیں اور مجھے جانِ جاں کے ساتھ ہمراز کردیا، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ،اللہ کے محبوب ہیں اس لیے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی اذیت اللہ ﷻ کی اذیت ہے۔اسی لیے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے **"مَنْ آذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰہ تَعَالٰی"** جس نے مجھے تکلیف پہنچائی اس نے اللہ ﷻ کو تکلیف پہنچائی۔جب غیر مسلموں کے داڑھی منڈانے اور مونچھیں بڑھانے سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو تکلیف پہنچی تو جو لوگ امتی کہلاتے ہیں ان کے اس ناپاک فعل سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو کتنی تکلیف ہوتی ہوگی۔

داڑھی کی طبّی حیثیت

مولانا میرٹھی تحریر فرماتے ہیں کہ اب داڑھی کی طبّی حیثیت بھی ملاحضہ فرمایئے،طب یونانی تو پہلے ہی طے کر چکی تھی کہ داڑھی مرد کے لیے زینت اور گردن اور سینے کے لیے بڑی محافظ ہے۔مگر اب تو ڈاکٹر بھی الٹے پاؤں لوٹنے لگے

ہیں۔ چناچہ ایک ڈاکٹر لکھتا ہے کہ داڑھی پر بار بار استرا چلانے سے آنکھوں کی رگوں پر اثر پڑتا ہے اوران کی بینائی کمزور ہو جاتی ہے۔ دوسرا ڈاکٹر لکھتا ہے نیچی داڑھی مضرصحت جراثیم کو اپنے اندر الجھا کر حلق اور سینے تک پہنچنے سے روک لیتی ہے۔ اور ایک ڈاکٹر یہاں تک لکھتا ہے کہ اگر سات نسلوں تک مردوں میں داڑھی منڈانے کی عادت قائم رہی تو آٹھویں نسل بے داڑھی کے پیدا ہوگی۔ اوراس کا مطلب یہ ہے کہ ہرنسل میں مادہ منویہ کم ہوتے ہوتے آٹھویں نسل میں مفقود ہو جائے گا، یہ اس ڈاکٹر کی پیشن گوئی نہیں ہے جس کا تعلق نجوم سے ہے، بلکہ یہ ایک طبعی اصول ہے۔ صاف لہجہ والا بچہ اگر بار بار کسی ہکلے کی نقل اتارتا رہتا ہے تو چند ہی روز میں ہکلا بن جاتا ہے۔ اور پھر کتنی ہی کوشش کرے ایک بات بھی بغیر ہکلاہٹ کے نہیں کرسکتا۔ اس بحث میں سب سے زیادہ واضح تحریر امریکن ڈاکٹر چارلس ہومر کی ہے جو حال ہی میں شائع ہوئی ہے۔ اس کا بلفظ ترجمہ یہ ہے:

ایک مضمون نگار نے داڑھی مونڈنے کے لیے برقی سوئیاں ایجاد کرنے کی مجھ سے فرمائش کی ہے تاکہ وہ تمام وقت جو داڑھی مونڈنے کی نذر ہوتا ہے بچ جائے۔ لیکن سمجھ نہیں آتا کہ آخر داڑھی کے نام سے لوگوں کو لرزہ کیوں چڑھتا ہے۔ لوگ جب اپنے سروں پر بال رکھتے ہیں تو پھر چہرے پر ان کے رکھنے میں کیا عیب ہے۔ کسی کے سر پر سے اگر کسی جگہ کے بال اڑ جائیں تو اسے گنج کے اظہار سے شرم آیا کرتی ہے لیکن یہ عجیب تماشہ ہے کہ اپنے پورے چہرے کو خوشی سے گنجا کر لیتے ہیں۔ اور اپنے کو داڑھی سے محروم کرتے ذرا نہیں شرماتے جو کہ مرد ہونے کی سب سے زیادہ واضح علامت ہے۔ داڑھی اور مونچھیں انسان کے چہرے کو مردانہ قوت، استحکامِ سیرت ،کمال فردیت اور علامات امتیاز بخشتی ہیں۔ اوراس کا بقاء اور تحفظ بھی دلیری کی بناء پر ہوتا ہے۔ یہی تھوڑے سے بال ہیں جو مرد کو زنانہ صفات سے ممتاز بناتے ہیں۔ کیونکہ اس کے علاوہ بدن کے تمام بالوں میں مرد اور عورت دونوں مشترک ہیں۔ عورتیں اپنے دلوں میں داڑھی اور مونچھوں کی

بڑی قدر رکھتی ہیں اور باطن میں بے ریش مردوں کی بہ نسبت باریش
مردوں کی زیادہ دلدادہ ہوتی ہیں۔اور بظاہر تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کو
داڑھی اور مونچھیں اچھی معلوم نہیں ہوتیں۔لیکن اس کا سبب یہ ہے کہ وہ
فیشن کی غلام اور لباس کی ماتحت ہوا کرتی ہیں۔اور بدقسمتی سے آجکل
داڑھی اور مونچھیں فیشن کی بارگاہ سے مردود ہو چکی ہیں۔نتھنوں اور منہ کے
سامنے تھوڑے سے بالوں کی موجودگی ایک اچھی چھلنی کا کام دیتی ہے اور
مضرت رساں خاک مٹی اور بہت سے جراثیم ناک میں یا منہ میں نہیں
جانے پاتے۔لمبی اور گھنی داڑھی گلے کو سردی کے اثرات سے بچائے رکھتی
ہے۔

دیکھئے ڈاکٹر ہومر داڑھی منڈانے کو چہرے کا گنج اور فیشن کی غلامی کو زنانہ خصلت بتاتا ہے۔اس کے نزدیک استقلال،شجاعت،حوصلہ،ہمت تمامی مردانہ خصائل اور زینت کا مدار داڑھی ہے۔وہ آپ کے کھانسی زکام اور نزلہ میں مبتلا رہنے کا سبب آپ کی اس عادت کو قرار دیتا ہے۔اور پھر آگے لکھتا ہے کہ:

داڑھی اور مونچھیں دنیا میں واپس آرہی ہیں اور ان ہی کے ساتھ وہ فوقیت
بھی واپس آئے گی جو قدرت نے مرد کو عورت پر دی ہے۔کسی داڑھی رکھنے
والے مرد نے کبھی اپنی بیوی کو نہیں چھوڑا تھا۔داڑھی والا انسان اپنی داڑھی
کی ہمیشہ لاج رکھا کرتا تھا۔اس میں ایک آن ہوتی ہے جو مرد کی شان کو
شایاں ہے۔آخر ایک پورے نوجوان مرد کی یہ تمنا کیوں ہو کہ اس کا چہرہ
بچوں کا سا نظر آئے۔خدا نے داڑھی اور مونچھیں اسی واسطے بنائی تھیں کہ ان
سے مردوں کی زینت ہو۔جو لوگ داڑھی کا مذاق اور تمسخر اڑاتے ہیں وہ
حضرت یسوع مسیح علیہ السلام کا مذاق اور تمسخر اڑاتے ہیں۔اس لیئے کہ حضرت
مسیح علیہ السلام داڑھی رکھتے تھے۔

دیکھا آپ نے کہ ایک عیسائی اپنے مذہب اور طبی تحقیق میں مختصر لفظوں میں کیا کچھ کہہ گیا۔ اس کے نزدیک جوان کو مرد بے ریش بننے کی تمنا کرنا رجعتِ قہقری ہے۔ یعنی انسان پھر بندر بننے کی تمنا کرنے لگے۔ اور انیس صدیاں گزرنے پر بھی اپنے نبی کی اتنی قدر کرتا ہے کہ داڑھی کا مضحکہ اڑانے والوں کو یسوع مسیح علیہ السلام کا مضحکہ اڑانے والا بتاتا ہے اس لیے کہ وہ داڑھی رکھتے تھے۔ مدعیان اسلام بتائیں کہ وہ کیا قدر کر رہے ہیں سیّد الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی جن کے امتی بن کر قبل قیامت یہی حضرت مسیح تشریف لائیں گے۔

ہم نے چارلس ہومر کا مضمون بجنسہ درج کر دیا کہ تصرف اور خیانت عیب ہے۔ مگر مونچھوں سے متعلق ہمیں اس کی رائے سے اختلاف ہے۔ خود ہومر کو بھی اس بات کا اقرار ہے کہ حضرت یسوع مسیح کی مونچھیں بڑھی ہوئی نہ تھیں۔ ورنہ جہاں اس نے اس کا اظہار کیا ہے کہ یسوع مسیح داڑھی رکھتے تھے اہیں ان کی بڑی مونچھیں رکھنے کا بھی ضرور ذکر کرتا۔

احیائے سنّت کے ثواب میں شرکت

مولانا میرٹھی کا رسالہ ختم ہوا۔ اس ناکارہ نے جب یہ رسالہ شروع کیا تھا اس وقت صرف مولانا میرٹھی کا رسالہ ذہن میں تھا اور وہ بھی مدینہ میں نہیں تھا۔ مگر شروع کرنے کے بعد احباب نے بہت سے رسالے اس مضمون کے اپنے اپنے پاس سے لا کر دیئے تو خیال ہوا کہ ماشاء اللہ اس سلسلے میں تو بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ اس لیے میں نے تو اپنے رسالے کو ملتوی کر دیا تھا، مگر بعض دوستوں کا اصرار ہوا کہ مختصر ہی سہی جب شروع کر دیا تو کچھ نہ کچھ لکھ ہی دیا جائے گا۔ میں نے بھی سوچا کہ اب ضرورت کا درجہ تو نہیں ہے مگر احیائے سنّت کے ثواب میں شرکت تو میری بھی ہو ہی جائے گی۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ داڑھی والوں کا مذاق اڑایا جاتا ہے ان کو تو میں ایک شعر سنایا کرتا ہوں

لوگ سمجھیں مجھے محرومِ وقار و تمکیں
وہ نہ سمجھیں کہ مری بزم کے قابل نہ رہا

سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شافع المذنبین کی خوشنودی کے مقابلہ میں احمقوں کا مذاق کیا قابل التفات ہو سکتا ہے۔

وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَ بَارَكَ وَ سَلَّمَ

زکریا کاندھلوی

شب جمعرات ۵، صفر ۱۳۹۶ھ

مدینہ منورہ